محمد ارشد

بنام

ریاست مہاراشٹر اور دیگران

24 نومبر 2006

(ایس۔ بی۔ سنہا اور مارکنڈی کاٹجو، جسٹس صاحبان)

قانونِ شہادت - دفعہ 32- مرنے سے پہلے دیا گیا بیان، یہاں نزاع - تیسرے بیان میں ملزم سے منسوب متوفی کردار کے ذریعے کیے گئے تین موت کے بیانات کا ذکر پہلے دو موت کے بیان میں نہیں ملا - ملزم نے کہا کہ اس نے متوفی پر اس کی پیٹھ پر چھری سے حملہ کیا تھا - اس کے شخص کے کندھے پر ایسی کوئی چوٹ نہیں پائی گئی تھی، وہ شک کا فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے - تعزیراتی ضابطہ، 1860 - دفعات 302/34

تعزیراتی ضابطہ، 1860 - دفعات 302/34 — مرنے والے کی اس سے قبل دو مواقع پر ملزم کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا جس کے بارے میں اس نے ایک رپورٹ درج کی تھی - عینی شاہدین اور ڈاکٹر کا ثبوت، کہ کسی شے کے ذریعے مہلک چوٹ پہنچ سکتی ہے جس سے واضح طور پر ملزم کو منسوب کیا گیا تھا - کہا گیا ہتھیار اس کے اقبالِ جرم جرم کے مطابق برآمد ہوا - ملزم کی سزا کو برقرار رکھا گیا۔

استغاثہ کا معاملہ یہ تھا کہ پی ڈبلیو-6 نے پی ڈبلیو-11، پولیس انسپکٹر کو واقعے کے بارے میں مطلع کیا۔ جب وہ موقع پر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ متوفی اپیل گزار شوکت کے ساتھ جھگڑے میں زخمی ہوا ہے۔ متوفی کو ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ ہسپتال میں رہتے ہوئے، متوفی نے مرنے کے تین بیانات دیے۔ مرنے کا پہلا بیان ڈاکٹر کے سامنے کیا گیا۔ مجسٹریٹ کے سامنے دوسرا موت کا بیان پیش کیا گیا جو مختصر تھا، جس میں متوفی نے اپیلنٹ شوکت، ایک سلیم اور دیگران کو مذکورہ واقعے کا ذمہ دار قرار دیا۔

تفتیشی افسر کے سامنے تیسرا موت کا بیان کیا گیا جو تفصیلی تھا۔ یہاں اس نے کہا کہ وہ اپیل کنندہ ارشد کے

ساتھ شراکت داری کر رہا تھا اور اس نے مذکورہ کاروبار میں 60,000 روپے کی سرمایہ کاری کی تھی؛ کہ وہ ارشد سے مذکورہ رقم واپس چاہتا تھا لیکن اس نے واپس نہیں کی۔ اس نے 8 اور 14 مارچ کو دو واقعات بھی بیان کیے جن میں اس کے اور اپیل کنندہ شوکت کے درمیان جھگڑا ہوا تھا۔ اس نے مزید کہا کہ اس بدقسمت دن ایک سلیم نے اسے راستے میں روکا اور اس پر چاقو سے حملہ کیا، اپیل کنندہ شوکت نے اس کے سینے اور پیٹ پر چاقو سے حملہ کیا جبکہ اپیل کنندہ ارشد نے اس کی پیٹھ پر لکڑی کی چھڑی سے حملہ کیا۔

واقعے کے تین دن بعد متوفی کی موت ہوگئی۔ سیشن جج نے پی ڈبلیو-2، پی ڈبلیو-6 اور پی ڈبلیو-7 کے شواہد کے ساتھ ساتھ متوفی کے موت کے بیانات پر بھی بھروسہ کیا اور اپیل کنندگان اور سلیم دونوں کو دفعات 302 / 34 آئی پی سی کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا۔ عدالت عالیہ نے بھی اسی بات کو برقرار رکھا۔ لہذا یہ اپیلیں۔ عدالت نے ارشد کی اپیل کو منظور کرتے ہوئے شوکت کی اپیل کو خارج کر دیا۔

منعقد: 1۔1۔ اگرچہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں اپیل گزاروں اور سلیم کا نام لیا گیا تھا، لیکن صرف متوفی ہی اصل واقعے کے بارے میں بتا سکتا تھا۔ اس نے مرنے والے کے تین بیانات دیے۔ پہلا موت کا بیان ڈاکٹر کے سامنے تھا جس میں اس نے اپیل کنندہ ارشد کا نام نہیں لیا تھا۔ اگرچہ، اس نے اپیل کنندہ شوکت اور سلیم کا نام لیا اور "دیگر" بیان کیا، لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ اس نے بعد میں ارشد کی طرف سے محرک بیان کیا تھا، اس نے اپنے پہلے موت کے بیان میں حملہ آوروں میں سے ایک اسکے طور پر اپنا نام نہیں لیا۔ (366-ڈی-ایف)

1۔2۔ مجسٹریٹ کے سامنے موت کے اعلامیے میں، متوفی نے ہر ملزم کے ذریعے ادا کیے گئے کردار کی تفصیلات بیان نہیں کیں، کیونکہ مجسٹریٹ نے اس سے صرف تین سوالات کیے تھے۔ مجسٹریٹ کو واقعہ کی تفصیلات طلب کرنی تھیں۔ اس نے ایسا نہیں کیا اور غالبا اس لیے متوفی کے پاس واقعے کے بارے میں تفصیل سے بتانے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ (366-جی)

1۔3۔ تفتیشی افسر کے سامنے موت کا بیان تفصیلی ہوتا ہے۔ یہ سوال و جواب کی شکل میں نہیں ہے۔ انہوں نے کچھ تفصیلات پر اپنے کنبہ کے بارے میں بتایا، ارشد کے ساتھ شراکت میں کاروبار چلانے کے

ساتھ ساتھ 8، 14 اور 17 مارچ 1999 کو پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بھی بتایا۔ان کے بیانات چشم دید گواہوں پی ڈبلیو 6 اور پی ڈبلیو 7 کے بیانات کی تصدیق کرتے ہیں۔(366-ایچ؛367-اے)

2۔1۔ یہ بتانا اہمیت کا حامل ہے کہ اگرچہ اپیل کنندہ ارشد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے متوفی پر پیٹھ پر چھڑی سے حملہ کیا تھا، لیکن اس کے شخص پر ایسی کوئی چوٹ نہیں پائی گئی۔مرنے والے پہلے دو بیانات میں ان کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ان کا نام صرف تیسرے مرنے والے بیان میں رکھا گیا تھا۔اس کے خلاف منسوب مقصد کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں جگہ نہیں ملی۔ظاہر ہے، متوفی نے پولیس افسر کے سامنے اپنے تیسرے مرنے کے بیان میں بہتری لائی۔واقعات کے پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ ارشد کا نام پہلے یا دوسرے موت کے اعلامیے میں کیوں نہیں لیا جاتا اگر اس کی شمولیت کا مقصد 60,000 روپے کی رقم کی عدم ادائیگی تھی جیسا کہ متوفی نے انکشاف کیا تھا۔اس طرح وہ شک سے فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے۔(365-سی؛368-بی،سی)

2۔2۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے کہ جب پولیس انسپکٹر P.W.11 نے پی ڈبلیو 6 سے پوچھ گچھ کی تو اپیل گزاروں کے نام ظاہر نہیں کیے گئے۔یہ وہ موقع نہیں تھا جب نام ظاہر کیے جا سکیں کیونکہ پی ڈبلیو 6 نے انہیں صرف واقعے کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔تمام لوگ متوفی کے بارے میں فکرمند رہے ہوں گے۔مزید برآں یہ متنازعہ نہیں ہے کہ یہ واقعہ تقریبا 10.30 شام کو پیش آیا، جبکہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ تقریبا 11.45 شام کو درج کی گئی تھی۔اس طرح شوکت کے حوالے سے پی ڈبلیو 6 کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔صرف اس وجہ سے کہ اس کے کپڑے خون سے داغدار نہیں ہوئے، اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔اس نے صرف متوفی کو موٹر سائیکل پر بیٹھنے میں مدد کی، اور یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کے کپڑے خون سے رنگے نہ ہوں۔لہذا، اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اپیل کنندہ شوکت کو جھوٹا پھنسایا گیا ہو، خاص طور پر اس حقیقت کے پیش نظر کہ 8 اور 14 مارچ کو پیش آنے والے واقعے کے طور پر متوفی نے رپورٹ درج کرائی تھی۔مزید برآں ڈاکٹر، P.W.10 نے اپنے ثبوت میں واضح طور پر کہا کہ چوٹ نمبر 2، جو کہ اہم تھا، آرٹیکل 12 کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے جو واضح عمل اپیل کنندہ شوکت سے منسوب کیا گیا تھا۔مذکورہ ہتھیار بھی اس کے اقبالِ جرم جرم کے مطابق برآمد کیا گیا۔(367-بی،ای-ایچ؛368-اے)

بلبیر سنگھ اور دیگر۔بنام ریاست پنجاب، (2006) 9 اسکیل 537 اور ریاست آف مہاراشٹر بمقابلہ سنجے ولد دگمبر راؤ راجھانس، (2004) 13 ایس سی سی 314، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی فیصلہ:2005 کی فوجداری اپیل نمبر 1674۔

بمبئی میں عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کے حتمی فیصلے اور حکم سے، 2002 میں اورنگ آباد بنچ کی فوجداری اپیل نمبر 478

کے ساتھ

2005 کی فوجداری اپیل نمبر 1676۔

اپیل کنندہ کے لیے ادے امیش للت، سنجے آر ہیگڑے، انیل کے مشرا، وکرانت یادو، ششید ھر، شمیم حیدر، سدھانشو چودھری، کے پی سید اور نریش کمار۔

جواب دہندہ کے لیے وی این راگھوپتی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس۔ بی۔ سنہا، جسٹس۔ یہ مجرمانہ اپیلیں ایک مشترکہ فیصلے مورخہ 8.12.2004 سے پیدا ہوئی ہیں، جو عدالت عالیہ بمبئی کی اورنگ آباد بینچ کے ڈویژن بینچ نے 2002 کے فوجداری اپیل نمبر 478 میں سُنایا تھا۔

اپیل کنندگان، ایک سید سلیم کے ساتھ، مجموعہِ تعزیرات ہند 1860 (مختصر طور پر 'آئی پی سی') کی دفعہ 34/302 کے تحت جرم کے ارتکاب کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور انہیں عمر قید با مشعقت سنائی گئی۔ ہر ایک پر 3,000 روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا گیا۔

عبدالکریم (P.W.11)، متعلقہ وقت پر، شیواجی نگر پولیس اسٹیشن ناندیڑ، کے ساتھ بطور پولیس انسپکٹر

منسلک تھا۔اسے تقریبا10.45 شام کواطلاع ملی کہ اشراف نگر میں ایک واقعہ پیش آیا ہے۔وہ پولیس کی جیپ میں وہاں گیا اور اسے معلوم ہوا کہ ایک قیوم جھگڑے میں زخمی ہوا ہے، جو اس کے اور ایک سید شوکت کے درمیان ہوا تھا۔اسے معلوم ہوا کہ کائم کو سرکاری ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔وہ وہاں گیا اور اسے 'آؤٹ پیشنٹ ڈیپارٹمنٹ' (او پی ڈی) میں زخمی حالت میں پایا۔ان سے پہلے محمد شکیل (پی۔ڈبلیو۔6) کا ایک بیان تھا جسے ابتدائی اطلاع رپورٹ سمجھا جاتا تھا۔

چونکہ متوفی قیوم کا آپریشن کیا گیا تھا، اس لیے اس کا بیان فوری طور پر ریکارڈ نہیں کیا جا سکا۔P.W.11، تاہم، اگلے دن جائے وقوع پر گیا اور کچھ گواہوں کے بیانات ریکارڈ کیے۔اس نے ایک رؤف کا بیان ریکارڈ کیا، جو ہسپتال میں موجود تھا۔اس نے متاثرہ کے خون آلود کپڑے بھی ضبط کر لیے۔

ہسپتال میں رہتے ہوئے، قیوم نے مرنے کے تین بیانات دیے-ایک 17.3.1999 پر حاضر معالج ڈاکٹر کا گانے کے سامنے، جن کا P.W.10 کے طور پر معائنہ کیا گیا تھا۔اس نے 18.3.1999 پر جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے موت کا اعلامیہ دیا، جو بہت مختصر ہے اور اس کے بعد دوبارہ پیش کیا گیا ہے:

"1۔ ایس بی شیخ، چوتھے جوڈیشل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، ناندیڑ آپ سے کچھ سوالات پوچھیں گے اور آپ ان کا جواب بغیر کسی خوف کے دے سکتے ہیں۔

سوال 1: آپ کا نام کیا ہے اور آپ کہاں رہتے ہیں؟
جواب۔شیخ قیوم ولد شیخ نیساب، ساکینہ آصف نگر، ناندیڑ۔

سوال 2۔ یہ واقعہ کیسے پیش آیا؟
جواب۔ مجھے شوکت کے گھر کے سامنے 17.03.99 پر موجود ہتھیاروں سے شوکت، سلیم اور دیگران افراد نے زخمی کر دیا ہے۔

سوال 3۔ اس واقعے کا ذمہ دار کون ہے؟

جواب۔ مذکورہ بالا لوگ ذمہ دار ہیں۔''

میں نے جو بیان دیا ہے اس پر مجھے پڑھا گیا ہے اور وہی درست ہے۔

بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا نشان۔"

پھر بھی، تفتیشی افسر کے سامنے 19.3.1999 پر موت کا بیان دیا گیا، جو کہ ایک تفصیلی بیان ہے۔ اس میں متوفی نے انکشاف کیا کہ وہ اپیل کنندہ ارشد کے ساتھ شراکت میں فسل اسٹون کا کاروبار چلا رہا تھا اور اس نے مذکورہ کاروبار میں 60,000 کی رقم لگائی۔ تاہم وہ ارشد سے مذکورہ رقم واپس چاہتا تھا۔ اگرچہ اسے اس بارے میں یقین دلایا گیا تھا، لیکن ارشد نے اسے واپس نہیں کیا۔ انہوں مزید برآں دو واقعات بیان کیے، جن میں سے ایک 1.3.1999 پر پیش آیا۔ جب وہ دو پہیہ گاڑی چلا رہے تھے، غلطی سے اس نے سید شوکت کی موٹر سائیکل کو ٹکر ماردی جو اس پر پانی پی رہا تھا۔ اس نے اسے گالی دینا شروع کر دیا۔ اس معاملے کی اطلاع پولیس اسٹیشن کو دی گئی، لیکن ان کے والدین کی مداخلت پر کوئی رپورٹ درج نہیں کی گئی اور معاملے سے سمجھوتہ کیا گیا۔ اس نے دوسرا واقعہ بیان کیا جس نے تقریبا 6 بجے جب وہ اور اس کا کزن محمد رئیس ایک ساتھ ہوٹل 'سیلانی' جا رہے تھے، سید شوکت اس کے گھر کے سامنے کھڑا تھا اور اس نے پوچھا کہ وہ اسے کیوں دیکھ رہا ہے، جس پر اس نے منفی جواب دیا۔ مبینہ طور پر شوکت نے اسے یہ کہتے ہوئے دھمکی دی کہ یہ اس کا آخری دن ہے اور اس سے کہا کہ وہ جو کر سکتا ہے وہ کرے۔ وہ ہوٹل 'سیلانی' گیا اور اس کے بعد اس معاملے کی اطلاع شیواجی نگر کے پولیس اسٹیشن کو دی۔ وہ ہوٹل واپس آیا اور اپنے دوستوں سے اس معاملے پر بات کی۔ اس کے بعد وہ یہ سوچ کر کہ اس کی ماں پریشان ہو رہی ہوگی، اپنے کنبہ کو واقعہ بتانے کے لیے اس کے گھر گیا۔ ہوٹل سے واپس آتے ہوئے جب وہ گوشت کی دکان کے سامنے پہنچا تو سید سلیم (مفرور) سڑک پر آیا اور اسے انتظار کرنے کو کہا اور جیسے ہی اس نے اپنی موٹر سائیکل روکی، اس نے مبینہ طور پر "شوکت بھائی" کہہ کر فون کیا اور اس پر چاقو سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت شوکت اور ارشد دوڑتے ہوئے آئے۔ جہاں شوکت نے اپنا چاقو نکالا اور اس کے سینے اور پیٹ میں حملہ کیا، وہیں ارشد نے مبینہ طور پر لکڑی کی چھڑی سے اس کی پیٹھ پر حملہ کیا۔ اس کے بعد اس نے چیخنا شروع کر دیا اور ان سے التجا کی کہ وہ اسے نہ ماریں، جس پر کئی لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور اسے بچا لیا۔ انہوں نے اسے موٹر سائیکل پر بٹھایا اور ہوٹل لے آئے۔ ان کے الفاظ

میں، مذکورہ جرم کے مبینہ ارتکاب کا مقصد درج ذیل ہے:

"لہذا، ایس شوکت، ایس قاسم اس کا بہنوئی ایس ارشد ولد ایس حسین جو میری گلی میں رہ رہے ہیں جب میں نے فسل اسٹون کے ٹھیکے میں پیسے مانگے (1) ایس شوکت ایس قاسم (2) سلیم بیٹا ایس حسین (3) ایم ارشد بیٹا ایم حسین نے مجھ پر چاقو اور خنجر اور میرے سینے، گردن کے دائیں جانب، میرے عضلہ بازو کے دائیں جانب اور مجھے مارنے کے ارادے سے لکڑی کی چھڑی سے حملہ کیا ہے۔ اس وقت میری صحت اچھی ہے۔"

واقعے کے تین دن بعد متوفی کی موت ہوگئی۔

اپیل گزاروں اور سید سلیم کے علاوہ، ایسا لگتا ہے کہ ایک سید مقدوم پر بھی مذکورہ جرم کے ارتکاب کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا، حالانکہ متوفی کے موت کے اعلامیے میں اس کا نام نہیں تھا۔ تاہم انہیں بری کر دیا گیا۔ فاضل سیشن جج نے یہاں اپیل گزاروں کے ساتھ ساتھ مذکورہ سید سلیم کو بھی آئی پی سی کی دفعہ 302 / 34 کے تحت جرم کا مجرم پایا۔ یہاں اپیل گزاروں اور سید سلیم کی طرف سے اس کے خلاف پیش کی گئی اپیل کو مسترد کر دیا گیا۔ فاضل ٹرائل جج اور عدالت عالیہ دونوں نے فاروق الدین (پی ڈبلیو 2)، محمد شکیل (پی ڈبلیو 6) اور محمد رائس (پی ڈبلیو 7) کے شواہد کے ساتھ ساتھ متوفی کییوم کے آخری بیانات پر بھی انحصار کیا۔

اس سے پہلے کہ ہم مذکورہ گواہوں کے بیانات اور متوفی کے مرنے والے بیانات کی تشہیر کریں، ہم متوفی کو لگنے والے زخموں کو دیکھ سکتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(1) ناک کے بائیں جانب اگلے حصے پر خراش۔ حجم 2.5 x1 سینٹی میٹر۔ بھورا زخم کا کھر دار چھلکا بن گیا۔

(2) نچلے حصے پر دائیں طرف گردن پر 3 ٹانکے (2.5 سینٹی میٹر) کا زخم سلائی کیا ہوا چیرا لگانے پر راستہ دائیں صدری خانے میں درمیانی سمت نیچے کی طرف جاتا ہوا پایا گیا۔ پلیورا نے 2.5 سینٹی میٹر کا متعلقہ کٹ دکھایا۔ (صاف کٹ) 2.3x0.3x1.5 سینٹی میٹر کے متعلقہ پنکچر زخم کے ساتھ اوپری حصہ میں۔ ٹریک میں خون کے جمنے نظر آتے ہیں اور پھیپھڑوں سے منسلک ہوتے ہیں۔ خون کے کچھ جمنے کے ساتھ دائیں

ہیموتھوریکس-1600 ملی لیٹر کا ثبوت۔

(3) بائیں طرف دوسرے انٹرکوسٹار اسپیس، مڈکلویکلر لائن (3 ٹانکے) 2.5 سینٹی میٹر پر سلائی شدہ زخم۔لمبائی میں،ٹانکے برقرار ہیں۔

(4) سینے کے بائیں جانب سلائی کا زخم، ساتواں انٹرکوسٹل اسپیس اینٹریئر ایکسلری (فولڈ)، لائن (2 ٹانکے برقرار)1.5 سینٹی میٹر۔

(5) سینے کی دائیں طرف سلائی کا زخم،ساتواں انٹرکوسٹل اسپیس اینٹریئر ایکسلری (فولڈ) 3 ٹانکے 2.5 سینٹی میٹر۔

(6) پیٹ کے دائیں جانب لمبر حصے میں سِلا ہوا زخم موجود ہے۔ٹانکے سالم ہیں۔ جو ایلیک کریسٹ سے 8 سینٹی میٹر اوپر واقع ہے۔

(7) پیٹ پر دائیں پیرامیڈین حصے میں عمودی سِلا ہوا زخم موجود ہے،جس میں 11 ٹانکے لگے ہوئے اور سالم ہیں۔ (لیپر وٹومی کا اشارہ)۔

(8) پیٹ کے اوپر 2 ٹانکے نال کے بالکل نیچے بائیں طرف لگائے گئے۔

(9) دائیں بازو پر درمیانی تیسرے حصے پر 4 ٹانکے لگے ہوئے ہیں۔

(10) دائیں کہنی پر بالائی طور پر چار ٹانکے جڑے ہوئے ہیں۔

(11) دائیں کلائی پر درمیانی طور پر زخم سلائی، چھ ٹانکے لگے ہوئے ہیں۔

(12) دائیں بازو کے درمیانی تیسرے حصے پر درمیانی طور پر زخم سلائی (2 ٹانکے)۔

(13) درمیانی طور پر بائیں ٹخنے کے وینسیکشن کا ثبوت۔"

یہ بتانا اہمیت کا حامل ہے کہ اگر چہ اپیل کنندہ محمد ارشد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے متوفی پر پیٹھ پر چھڑی سے حملہ کیا تھا، لیکن اس شخص پر ایسی کوئی چوٹ نہیں پائی گئی۔

مسٹر سنجے آر ہیگڑے، فاضل وکیل، 2005 کے مجرمانہ اپیل نمبر 1674 میں اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے۔ محمد ارشد نے موقف اختیار کیا کہ استغاثہ کے مقدمے پر انحصار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ: (1) متوفی نے دو موت کے بیانات میں اپیل کنندہ کا نام نہیں لیا تھا؛ (2) متوفی نے اپنے تیسرے موت کے اعلامیے میں بہتری کی تھی، جس میں کچھ کردار منسوب کیا گیا تھا جس کے لیے کوئی اعتبار نہیں دیا جا سکتا۔

مجرمانہ اپیل نمبر 1676 سید شوکت میں اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل جناب ادے امیش للت نے نشاندہی کی کہ فاروق الدین (P. W. 2) چشم دید گواہ نہیں تھا۔ مزید برآں پیش کیا گیا کہ متوفی کی طرف سے اپیل کنندہ اور مذکورہ سید سلیم کی طرف سے حملے کے طریقے اور انداز سے متعلق ان کے مبینہ بیانات کے حوالے سے ان کے شواہد پر عدالت عالیہ نے بھی یقین نہیں کیا۔ فاضل وکیل نے زور دے کر کہا کہ محمد شکیل (پی۔ ڈبلیو۔ 6) بھی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ اگر چہ اس نے متوفی کو موٹر سائیکل پر بیٹھنے میں مدد کی تھی، لیکن اس کے کپڑوں پر خون نہیں پڑا تھا، حالانکہ اعتراف ہے کہ متوفی کو شدید چوٹیں آئیں اور خون گہرا بہہ رہا تھا۔ محمد رئیس (پی۔ ڈبلیو۔ 7) کے بیان کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہوئے، فاضل وکیل یہ دعوی کرے گا کہ اس نے ایک 'دستیوالا' متعارف کرایا تھا اور یہاں تک کہ ملزم نمبر 4 کے طور پر اس کی شناخت بھی قائم نہیں کی گئی تھی۔ مزید یہ پیش کیا گیا کہ P.Ws.6 اور 7 دونوں دلچسپی رکھنے والے گواہ تھے، کیونکہ P. W. 6 متوفی کا دوست تھا اور P. W. 7، اعتراف طور پر، اس سے متعلق تھا۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں اور اپنے ثبوت میں بھی، پی ڈبلیو 6 نے یہاں اپیل گزاروں اور سید سلیم کا نام لیا تھا۔ وہ ایک چشم دید گواہ تھے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ جہاں سلیم کے ہاتھ میں خنجر تھا، وہیں ارشد کے ہاتھ میں

لکڑی کی چھڑی تھی۔اس نے متوفی کو "مجھے بچاؤ"، "مجھے مت مارو" کہتے ہوئے بھی سنا۔اس نے متوفی کو اپیل گزاروں اور سید سلیم کے نام لیتے ہوئے بھی سنا،جس کے بعد وہ موقع پر پہنچا اور دیکھا کہ وہ متوفی پر حملہ کر رہے ہیں۔متوفی کے کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے۔اسے اپنے شخص پر زخم ملے۔ملزم کے فرار ہونے کے بعد اس نے متوفی کو اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھنے میں مدد کی اور اسے ہوٹل لے جایا گیا۔محمد رئیس (پی۔ڈبلیو۔7) ایک اور چشم دید گواہ تھے۔انہوں نے متوفی اور ارشد کے درمیان ہونے والے کاروباری معاملات کے حوالے سے بیان دیا۔انہوں نے 8، 14 اور 17 مارچ 1999 کو پیش آنے والے واقعات کے حوالے سے بھی گواہی دی۔دوسری طرف فخر الدین (پی ڈبلیو 2) واقعے کے فوراً بعد موقع پر پہنچ گئے۔وہ شرائط کے سخت معنوں میں چشم دید گواہ نہیں ہے لیکن وہی نوعیت میں مصدقہ ہے۔تاہم وہ واقعے کے فوراً بعد موقع پر پہنچ گئے۔جیسا کہ یہاں پہلے دیکھا گیا ہے،اس کی اس حقیقت کی گواہی کہ متوفی نے اسے اپیل گزاروں اور سید سلیم کی شرکت کے بارے میں بتایا تھا،عدالت عالیہ نے اس پر یقین نہیں کیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل گزاروں اور سید سلیم کا نام ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں لیا گیا تھا،لیکن متوفی واحد شخص تھا جو اصل واقعے کے بارے میں بتا سکتا تھا۔اس نے، جیسا کہ یہاں پہلے دیکھا گیا ہے، تین جھوٹے بیانات دیے۔مرنے کا پہلا بیان ڈاکٹر کے سامنے تھا۔انہوں نے محمد ارشد کا نام نہیں لیا، حالانکہ انہوں نے سید شوکت اور سید سلیم کا نام لیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے پہلے موت کے اعلامیے میں اس نے شوکت اور سلیم کا نام لیا اور "دیگران" کہا،لیکن ہمیں اس کی کوئی وجہ نہیں ملتی کہ اس حقیقت کے باوجود کہ اس نے بعد میں ارشد کی طرف سے محرک بیان کیا تھا،اس نے اپنے پہلے موت کے اعلامیے میں حملہ آوروں میں سے ایک کے طور پر اپنا نام نہیں لیا۔

فاضل وکیل کے تبصرے کہ عدالتی مجسٹریٹ کے سامنے موت کے اعلامیے میں اس نے ہر ملزم کے ذریعے ادا کیے گئے کردار کو تفصیل سے بیان نہیں کیا، کو قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ علمی عدالتی مجسٹریٹ نے اس سے صرف تین سوالات کیے تھے، جن میں سے صرف سوال نمبر 2 اور 3 متعلقہ ہیں۔یہ فاضل مجسٹریٹ کا کام تھا کہ وہ واقعے کی تفصیلات طلب کرے۔اس نے ایسا نہیں کیا اور ممکنہ طور پر، اس لیے متوفی کو فاضل عدالتی مجسٹریٹ کے سامنے اپنے موت کے اعلامیے میں اس واقعے کے بارے میں تفصیل سے بتانے کا کوئی موقع نہیں ملا۔تفتیشی افسر کے سامنے

موت کا اعلامیہ، جو 19.3.1999 پر ریکارڈ کیا گیا تھا، ایک تفصیلی بیان ہے۔ یہ سوال و جواب کی شکل میں نہیں ہے۔ انہوں نے کچھ تفصیلات پر اپنے کنبہ کے بارے میں بتایا، ارشد کے ساتھ شراکت میں کاروبار چلانے کے ساتھ ساتھ وہ واقعات بھی جو بالترتیب 8، 14 اور 17 مارچ 1999 کو پیش آئے تھے۔ ان کے بیانات چشم دید گواہوں محمد شکیل (پی ڈبلیو 6) اور محمد رائس (پی ڈبلیو 7) کے بیانات کی تصدیق کرتے ہیں۔ مسٹر للت کا یہ بیان کہ پی۔ ڈبلیو۔6 کی گواہی پر یقین نہیں کیا جانا چاہیے، قبول نہیں کیا جا سکتا۔ صرف اس وجہ سے کہ اس کے کپڑے خون سے داغدار نہیں ہوئے، ہمارے خیال میں، زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اس نے صرف متوفی کو موٹر سائیکل پر بیٹھنے میں مدد کی، اور یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کے کپڑے خون سے رنگے نہ ہوں۔ اس لیے ہمارے لیے شوکت کے حوالے سے پی۔ ڈبلیو۔6 کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ یہ سچ ہو سکتا ہے کہ پی ڈبلیو 7 نے ایک کا نام 'دستیوالا' رکھا۔ تاہم، انہوں نے اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

" ...... ہم گھر پہنچ گئے۔ کائم نے کہا کہ وہ ہوٹل واپس چلا جائے گا۔ قیوم یا ماہا موٹر سائیکل لے کر گھر سے نکلا، میں اس کے پیچھے گیا۔ میں سائیکل پر تھا۔ پاشا کے گھر کے سامنے سلیم نے قیوم کو روک دیا۔ اس کے بعد سلیم، شوکت، ارشد اور دستیوالا ایوب کو خنجر اور چاقو سے مار رہے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر بھاگ گیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میں قیوم کی طرف بھاگا۔"

تاہم، انہوں نے کہا:

"..... یہ سچ ہے کہ حج سے واپس آنے والا شخص سفید سکارف (دستی) پہنتا ہے۔ یہ سچ نہیں ہے کہ سلیمان پیرانی نے ہمیشہ سفید سکارف پہنا ہوا تھا۔"

ہمیں مسٹر للت کے بیان میں بھی زیادہ صداقت نہیں ملتی ہے کہ جب پولیس انسپکٹر عبدالکریم P.W.11- نے محمد شکیل P.W.6- سے پوچھ گچھ کی تو اپیل گزاروں کے نام ظاہر نہیں کیے گئے۔ یہ وہ موقع نہیں تھا جب ناموں کا انکشاف کیا جا سکتا تھا کیونکہ P.W.11 نے اسے صرف واقعے کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ تمام لوگ متوفی کے بارے میں فکرمند رہے ہوں گے۔ مزید برآں یہ متنازعہ نہیں ہے کہ یہ واقعہ تقریباً 10.30 شام کو پیش آیا، جبکہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ تقریباً 11.45 شام کو درج کی گئی تھی۔ لہٰذا، اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اپیل کنندہ سید شوکت کو

جھوٹا پھنسایا گیا ہو، خاص طور پر اس حقیقت کے پیش نظر کہ 8 مارچ کو پیش آنے والے واقعے کے سیکوئل کے طور پر اس نے رپورٹ درج کرائی تھی اور 14 مارچ کو پیش آنے والے واقعے کے حوالے سے متوفی نے رپورٹ درج کرائی تھی۔

مزید برآں ڈاکٹر راجندر رگانے-P.W.10 نے اپنے ثبوت میں واضح طور پر کہا کہ چوٹ نمبر 2، جو کہ اہم تھا، آرٹیکل 12 کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے جو اپیل کنندہ سے منسوب کیا گیا تھا۔ مذکورہ ہتھیار بھی اس کے اقبالِ جرم جرم کے مطابق برآمد کیا گیا۔

اس لیے ہمیں سید شوکت کی طرف سے پیش کی گئی اپیل میں کوئی خوبی نظر نہیں آتا۔

جہاں تک محمد ارشد کی اپیل کا تعلق ہے، ہماری رائے ہے کہ وہ شک سے فائدہ اٹھانے کا حقدار ہے۔ مرنے والے پہلے دو بیانات میں ان کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ ان کا نام صرف تیسرے مرنے والے اعلامیے میں رکھا گیا تھا۔ متوفی کی پیٹھ پر چھڑی سے کوئی چوٹ نہیں ملی۔ اس کے خلاف منسوب مقصد کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں جگہ نہیں ملی۔ ظاہر ہے، متوفی نے پولیس افسر کے سامنے اپنے تیسرے مرنے کے بیان میں بہتری لائی۔

واقعات کے پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اپیل کنندہ محمد ارشد کا نام پہلے یا دوسرے موت کے اعلامیے میں کیوں نہیں لیا جاتا اگر اس کی شمولیت کا مقصد 60,000 روپے کی رقم کی عدم ادائیگی تھی جیسا کہ متوفی نے انکشاف کیا تھا۔

یہ عدالت بلبیر سنگھ اور دیگر بنام ریاست پنجاب، (2006)9 اسکیل 537 اس عدالت کے کئی فیصلوں پر انحصار کرتا ہے جن میں ریاست مہاراشٹر بنام سنجے ولد دگمبر راؤ راجھانس، (2004)13 ایس سی سی 314 اور متھو کٹی اینڈ دیگر بنام ریاست بذریعہ انسپکٹر آف پولیس، ٹی این۔ (2005)9 ایس سی سی 113 نے قرار دیا:

''ہماری رائے ہے کہ جہاں اپیل نمبر 1 کے جرم کے حوالے سے فاضل سیشن جج اور عدالت عالیہ کے نتائج کو قبول کیا جانا چاہیے، وہیں دو معدوم ہونے والے بیانات کے درمیان تضادات کو مدنظر رکھتے ہوئے، شک کا فائدہ

اپیل نمبر 2 کو دیا جانا چاہیے۔تاہم ہم تعزیرات ہند کی دفعہ 498-اے کے تحت دونوں اپیل کنندگان کی اثباتِ جُرم اور سزا رکھتے ہیں۔"

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، 2005 کی فوجداری اپیل نمبر 1674 کی اجازت دیتے ہوئے، سید شوکت کی طرف سے پیش کردہ 2005 کی فوجداری اپیل 1676 کو مسترد کر دیا گیا ہے۔اپیل کنندہ محمد ارشد کو کسی دوسرے معاملے کے سلسلے میں اگر ضرورت نہ ہو تو فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا۔

ڈی.جی

2005 کی فوجداری اپیل نمبر 1674 اجازت شُدہ اور 2006 کی اے۔نمبر۔2005 کا 1674 اجازت شدہ، اور 2006 کی فوجداری اپیل نمبر 1676 مسترد کیا گیا۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document